© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

آج کل "وقت کا ایک اہم سوال" کے عنوان سے بعض اخبارات و رسائل میں ایک سوال کا چرچا ہو رہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ "مسلمان آج کل ذلیل و خوار کیوں ہیں؟ حالانکہ قرآن مجید میں ان کے لئے دینی اور دنیوی دونوں قسم کی فلاح و بہبود کا وعدہ ہے" اس سوال کو وقت کا ایک اہم سوال کہا گیا ہے جس پر ارباب قلم اپنی قوت خامہ فرسائی و زود نویسی و بسیار نویسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ سوال انتہائی تعجب انگیز بھی ہے اور حد درجہ افسوسناک و شرمناک بھی!

تعجب انگیز اس لئے کہ مسلمانوں پر جو مصائب و آفات نازل ہوئے ہیں اور اب وہ جس شکنجۂ بیم و رجا میں کس کر رکھ دیئے گئے ہیں ان کی درد انگیزی و ہیبت ناکی کا تقاضا تھا کہ ان کی آنکھ کھل جاتی اور ان پر معلوم ہو جاتا کہ وہ کیا اسباب ہیں جن کے باعث آج ان کو یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے لیکن اگر ان کو اب بھی ان اسباب کا احساس نہیں ہوا جیسا کہ یہ اہم سوال "پیش کرنے سے معلوم ہوتا ہے تو ان کی اس بے حسی و بے خبری کا ماتم جتنا بھی کیا جائے کم ہے۔ گویا ان کی مثال اس بدنصیب انسان کی ہے جو دہر کی ہچکی مارنے کے بعد سکرات موت سے دوچار ہے ہاتھ پاؤں سے دم کھنچ کھنچ کر سینہ کی طرف آ رہا ہے نبض چھوٹ گئی ہے سانس اکھڑ چکا ہے اور زندگی کے در و دیوار پر موت کا بھیانک سایہ دراز ہوتا جا رہا ہے اور اس کے باوجود اس شخص کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اسے موت کیوں آ رہی ہے؟ اور وہ سوچتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں تو بڑے مضبوط تھے۔ اور اس کی تندرستی پر تو لوگوں کو رشک آتا تھا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ اسے یک بیک موت نے آ دبوچا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک انسان اگر زہر کو زہر سمجھ کر کھاتا ہے اور اس کے بعد اس پر موت کے آثار طاری ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں تو اسے ذرا شک ہوتا ہی نہیں اور وہ اعضاء کی تشنجی کیفیت محسوس کرتے ہی یقین کر لیتا ہے کہ زہر نے اپنا کام شروع کر دیا ہے لیکن اگر اس نے زہر کو دوا یا کسی چیز کے دھوکہ میں کھا لیا ہے تب بھی جب اس چیز کے کھاتے ہی اس پر آثار مرگ طاری ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو اب اس کو یہ خیال خود پیدا ہوتا ہے کہ وہ دوا کے یا کسی اور چیز کے دھوکہ میں زہر کھا گیا ہے پھر اس کا یہ خیال یقین سے بدل جاتا ہے جب ایک دو ڈاکٹر بھی اس کی تصدیق کر دیتے ہیں کہ واقعی ایک نہایت مہلک قسم کا زہر کھا گیا ہے ہیں آپ اس بدنصیب کو کیا کہیں گے جس کی صورت حال یہ ہو کہ جب وہ زہر کو کسی عمدہ اور مفید چیز کے دھوکہ میں کھا رہا تھا اس وقت ایک دو نہیں بیسیوں تجربہ کار ڈاکٹروں نے، سینکڑوں مخلص اور خیر خواہ دوستوں نے اور جاں نثار عزیزوں اور رشتہ داروں نے پکار پکار کر اور چیخ چیخ کر خبردار کیا کہ اس نے جو شیشی اٹھائی ہے وہ دوا کی نہیں زہر کی شیشی ہے اور اس کے استعمال سے اس کا مرض دور نہیں ہوگا بلکہ وہ اور موت کی گرفت میں جا پڑے گا۔ لیکن اس بدقسمت نے کسی کی ایک نہیں سنی۔ اس نے سب کی تغلیط کی۔ سب کو احمق اور بیوقوف کہا۔ اور صرف اسی قدر ہی نہیں بلکہ ان سب کو اپنا بدخواہ اور دشمن بھی بتایا اور سب کے منع کرنے کے باوجود زہر کو پی ہی گیا۔ اب اس کے بعد ان تیمارداروں کے لیے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ کوئی پوچھے تو اس "مرحوم" کی طرف اشارہ کر کے کہہ دیں کہ

"جان دے دی لاکھ سمجھاتے رہے"

تعجب انگیز ہونے کے علاوہ یہ سوال حد درجہ افسوسناک بھی ہے اور شرمناک بھی اور یہ اس لئے کہ ان مصائب و آفات کے بعد بھی اگر مسلمانوں کو اپنی بدعملیوں اور احکام خداوندی کی نافرمانیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر تنبہ نہیں ہوتا اور اس بنا پر وہ بجائے منفعل، نادم اور خدا کے حضور میں شرمسار و تائب ہونے کے ابھی یہی پوچھ رہے ہیں کہ یہ مصائب کیوں آئے۔ اور اُن کی حالت یہ کس لئے ہوگئی تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ گویا قدرت کو ظالم بتا رہے ہیں اور بالواسطہ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ قدرت کو مسلمانوں سے ہی کوئی خاص عناد ہے۔ کہ جب کبھی ہندوستان میں کوئی انقلاب رونما ہوتا ہے۔ خواہ وہ ۱۸۵۷ء کا انقلاب ہو یا ۱۹۴۷ء کا بہرحال اس کا نتیجہ غیر مسلموں کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور مسلمانوں کے حق میں برا۔ غیر مسلموں کی بن آتی ہے اور مسلمانوں کی بنی بنائی بگڑ جاتی ہے آپ پر اگر کوئی مصیبت آئی ہے تو اب آپ کے لئے صرف دو ہی راہیں ہیں ایک تو یہ کہ کھلے اور صاف لفظوں میں اس کا اقرار کیجئے کہ یہ مصیبت آپ کے اپنے ہاتھوں آئی ہے اور اس کی پوری ذمہ داری آپ کے سر ہے اور اگر آپ اس اقرار کے لئے آمادہ نہیں ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ اس مصیبت اور آفت کے مستحق نہیں تھے لیکن اس کے باوجود قدرت نے آپ کو اس میں مبتلا کر دیا تو گویا قدرت ظالم ہوئی ستمگر اور بے انصاف ہوئی ظاہر ہے کہ قدرت کو ایسا ناپاک الزام دینا مسلمان تو مسلمان کسی ادنیٰ درجہ کے انسان کا بھی کام نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں دونوں باتیں بالکل صاف صاف ہیں ایک یہ کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا" (چہ جائیکہ وہ اپنے نام لیواؤں اور اپنے حبیب کے غلاموں پر ظلم کرے) اور دوسری یہ کہ جو جیسا کرتا ہے (وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) ویسا پاتا ہے اور نیز یہ کہ تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں آتی ہے"

کہا جاتا ہے ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو مارا۔ لوٹا۔ برباد کیا اور اب بھی مسلمان جن حالات سے دوچار ہیں وہ انھیں لوگوں کی وجہ سے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمانوں پر ان ظالموں کو مسلط کس نے کیا؟ وہ کون ہے جس نے ان کو قوی بنا دیا اور مسلمانوں کو اس درجہ کمزور کہ وہ اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کی طرف سے مدافعت بھی نہیں کر سکے؟ اس کا جواب بجز اس کے اور کیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ قدرت نے ایسا کیا؟ اور مشیت خداوندی نے ایسا ہی چاہا؟ اب سوال یہ ہے کہ قدرت نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا لامحالہ جواب یہ ہے کہ مسلمان اپنے اعمال و افعال اور اپنے فکر و نظر کے اعتبار سے "یُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَأْسَ بَعْضٍ" اس سزا کا مستحق تھا اور عدلِ ایزدی کا یہی تقاضا تھا اور اگر اس کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر وہ ہی قدرت پر بے انصافی کا الزام عائد ہوتا ہے اور قدرت ان تمام چیزوں سے بلند و بالا اور ماوراء ہے

دیکھئے! حضرت موسیٰ نے قارون اور اس کے ساتھیوں کو ہزار سمجھایا کہ اللہ کی زمین پر گھمنڈ نہ کرو اور خدا کے سوا کسی غیر کا سہارا مت پکڑو مگر جب وہ نہیں مانا تو آخر کار خدا نے قارون اور اس کے ہمراہیوں کو مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا کر کے ختم کر دیا قرآن میں اس واقعہ کا بیان اس طرح ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا

بے شبہ موسیٰ ان لوگوں کے پاس کھلی کھلی باتیں لیکر پہنچے لیکن انھوں نے دنیا میں گھمنڈ کیا۔ حالانکہ وہ بڑائی میں خدا سے آگے نکل جانے والے نہیں تھے پس نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سب کو ان کے اپنے اپنے گناہ کی پاداش میں دھر پکڑا۔ چنانچہ کسی پر پتھراؤ کیا کسی کو سامعہ پاش چیخ نے پکڑ لیا کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا۔

عذاب کی ان مختلف قسموں کے ذکر کے بعد ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

اور اللہ کو کیا پڑی تھی کہ وہ ان پر ظلم کرتا ملکہ ان لوگوں نے تو خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض لوگ اس خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ جو کچھ ہوا وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ایک ابتلا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں نے اس پر صبر کیا تو آخرت میں ان کے مدارج و مراتب زیادہ ہونگے اور ان کی نیکیوں میں اضافہ کر دیا جائیگا خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ اس قسم کا خیال سرتاسر شیطان کا دھوکہ اور نفس کا فریب ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو نہ تباہی و بربادی کے ان اسباب سے توبہ کی توفیق ہو اور نہ آئندہ کے لئے انھیں اپنی حالت سدھارنے اور اس کی اصلاح کرنے کی جانب توجہ ہو۔

جو شخص اسلامی تعلیمات اور اُن کی روح سے واقف ہے اسے ایک لمحہ کے لئے بھی اس میں تامل نہیں ہو سکتا کہ یہ جو کچھ ہوا اور موجودہ حالت یہ دونوں اللہ کی طرف سے مسلمانوں پر ایک نہایت شدید قسم کا عذاب ہے۔ ابتلا یا آزمائش ہرگز نہیں ہے۔

ابتلا اور عذاب ان دونوں کی ظاہری شکل میں اگرچہ یک گونہ مشابہت ہوتی ہے لیکن درحقیقت دونوں میں بنیادی اعتبار سے بڑا فرق ہے۔ ابتلا میں انسان کو واقعہ کے اسباب و علل پر اختیار نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے اچانک ہوتا ہے اور بالکل غیر اختیاری طور پر ہوتا ہے شخص مبتلیٰ بہ کو ان اسباب کی تخلیق و تعمیر میں دخل نہیں ہوتا اس کے برخلاف عذاب کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عذاب میں گرفتار ہونے والا خود ان اسباب کو پیدا کرتا ہے اس سے غرض نہیں ہوتی کہ اس کو اسباب کی اس نوعیت خاص کا علم بھی تھا۔ یا نہیں مثلاً اگر ایک شخص قاعدہ میں چلتا چلتا اچانک پھسل پڑے اور اس سے چوٹ لگ جائے تو یہ ابتلاء ہے اور اگر ایک شخص گیلی اور پھسلواں زمین پر بے تحاشا دوڑا جا رہا ہے اور وہ دوڑتے دوڑتے گر جائے اور ہاتھ پاؤں کو زخمی کرلے تو یہ ابتلا نہیں عذاب ہے، آزمائش نہیں سزا ہے۔ ایک اور مثال یہ ہے کہ ایک شخص اگر ناکردہ گناہ چوری کے الزام میں پکڑ لیا جائے یا کسی حق بات کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجاہدانہ اعلان کرنے کی پاداش میں قید خانہ میں بند کر دیا جائے تو یہ ابتلا ہے اور اگر اس کے برعکس چوری کرتا ہوا گرفتار ہو جائے اور قید میں ڈال دیا جائے تو یہ عذاب کہلائے گا قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا جو واقعہ نقل کیا گیا ہے اس سے یکجائی طور پر ابتلا اور عذاب دونوں کا فرق بیّن طور پر معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ابتلا کی صورت میں قرآن، صبر۔ توکل اور تسلیم و رضا کا مطالبہ کرتا ہے اور عذاب کی صورت میں توبہ۔ اپنے کئے پر ندامت اور پشیمانی اور انابت الی اللہ کا

چنانچہ غور کرو کہ جب فرعون اور ہامان نے حضرت موسیٰ کے ساتھ ربوبیت حق کے متعلق گفتگو میں شکست کھائی اور اس نے بنو اسرائیل کے متعلق ان کو ہر قسم کی ایذا رسانی کا فیصلہ کر لیا تو چونکہ بنی اسرائیل کا ان مصائب اور شدائد میں گرفتار ہو جانا محض حضرت موسیٰ کی پیروی اور کلمۂ حق کی پذیرائی کی وجہ سے تھا اور اس بناء پر یہ عذاب نہیں بلکہ ابتلا تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے ان لوگوں کو صبر کی اور اللہ سے مدد مانگنے کی ہدایت کی۔

قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا	موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو
اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ	اور صبر سے کام لو بلاشبہ زمین اللہ کی ملک ہے
عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (اعراف)	وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا
	وارث بنا دیتا ہے اور انجام بہرحال پرہیزگاروں
	کا ہی اچھا ہوتا ہے۔

لیکن جب انھیں لوگوں کی سرکشی۔ نافرمانی اور احکام خداوندی سے بے پروائی حد سے متجاوز ہو گئی یہاں تک کہ وہ گوسالہ پرستی بھی کرنے لگے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ	بے شبہ وہ لوگ جنھوں نے بچھڑے کو اپنی پوجا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ

کے لئے اختیار کر لیا ان پر اللہ کا غضب عنقریب پہنچے گا اور وہ دنیوی زندگی میں ذلیل بھی ہوں گے اور ہم اللہ پر بہتان باندھنے والوں کو اسی طرح ان کے عمل کا بدلہ دیتے ہیں

مسلمانوں کا نظمِ مملکت

"ایک مفید اور شاندار کتاب"

مسلمانوں کا نظمِ حکومت و مملکت تاریخ کا عددرجہ اہم اور معرکہ خیز موضوع ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اس مہتم بالشان عنوان پر اب تک کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی تھی، جس کا قالب وقت کے تقاضوں کے مطابق ہو، مصر کے مشہور فاضل اور علوم قدیمہ و جدیدہ کے ماہر ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حق یہ ہے کہ تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ موصوف کی تالیف "النظم الاسلامیہ" ترتیب کی خوبی، انداز بیان کی دلپذیری اور اختصار و جامعیت کے لحاظ سے بے مثل ہے۔ مسلمانوں کا نظم مملکت اسی کتاب کا نہایت کامیاب ترجمہ ہے جس میں اصل کی تمام خوبیوں اور خصوصیتوں کو اسی شان سے قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، مقدمہ کے علاوہ کتاب کو پانچ بابوں پر تقسیم کیا گیا ہے، پہلا باب سیاسی نظام، دوسرا باب نظام حکومت، تیسرا باب نظام مالیات، چوتھا باب نظام عدالت، پانچواں باب غلامی، اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں کے نظم مملکت کی صاف، ستھری اور محققانہ تاریخ سامنے آجاتی ہے۔ صفحات ۴۸۰ بڑی تقطیع للعہ روپے مجلد صہ روپے۔

مینجر ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com